إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ

ترجمانِ اسلام

ہفت روزہ

لاہور

جاری کردہ بحکم
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
رحمۃ اللہ علیہ

17/27

جی ہاں بھٹو صاحب!

یہ آئینہ آپ ہی کے روبرو ہے

(مقالہ خصوصی)

وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو نے ڈیرہ بگٹی بلوچستان میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ بلوچستان میں فوجی کاروائی کے سلسلہ میں فوج پر تنقید نہ کی جائے کیونکہ اس کی ذمہ داری مجھ پر عائد ہوتی ہے بھٹو صاحب! اس "اعترافِ جرم" کا شکریہ لیکن اسکی چنداں ضرورت نہ تھی آخر کون ہے جو آپکے عظیم کارناموں سے آگاہ نہیں یہ آپ ہی تھے کہ مشرقی پاکستان میں یحییٰ خان کی فوجی کاروائی کے بعد "ملک کے بچ جانے پر سجدۂ شکر" بجا لائے تھے اور اب آپ ہی ہیں کہ "ملک کو مزید بچانے" کیخاطر بلوچ عوام کو بنگالی عوام کے نقشِ قدم پر چلنے کیلئے مجبور کر رہے ہیں اور

آپ ہی کے اشارۂ ابرو پر

۱۔ بلوچ عوام پر زندگی کا دائرہ تنگ کر دیا گیا ہے ۲۔ ان پر راشن پانی کے راستے بند کر دیئے گئے ہیں۔ ۳۔ انہیں آبادیوں سے پہاڑوں کیطرف کوچ پر مجبور کر دیا گیا ہے ۴۔ ان کے منتخب راہنماؤں کو جیلوں میں ٹھونس دیا گیا ہے ۵۔ انکے محبوب قائدین کو گولیوں کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ ۶۔ عام انتخابات میں انکے آزادانہ فیصلے کو طاقت کے زور سے مسترد کر دیا گیا ہے ۷۔ ان پر الیکشن میں شکست سے دوچار ہونیوالی قیادت مسلط کر دی گئی ہے۔ ۸۔ انہیں "جلالۃ الملک" کے سامنے جھک جانے پر مجبور کیا جا رہا ہے ۹۔ انکے معصوم بچوں کو بھوک اور پیاس میں تڑپایا جا رہا ہے۔ ۱۰۔ انکے ہزاروں نوجوانوں کو آہنی سلاخوں کے پیچھے دھکیل دیا گیا ہے۔ **جی ہاں بھٹو صاحب!**

یہ آئینہ آپ ہی کے روبرو ہے یہ فردِ جرم آپ ہی کیخلاف ہے اور یہ فردِ جرم اب اس عدالت میں پیش ہو چکی ہے جسکے فیصلے ہر چھوٹے بڑے کیلئے یکساں ہوتے ہیں جہاں سفارش چلتی ہے نہ رشوت دباؤ کام آتا ہے نہ رعب۔ بھٹو صاحب! مظلوموں کی آہ فلک شگاف کی صدائے بازگشت سننے کیلئے تیار رہیے اور تاریخ کے اس فیصلے کو نہ بھولیے کہ ظلم کی آگ بسا اوقات مظلوموں سے قبل ظالموں کو بھی لپیٹ میں لے لیا کرتی ہے۔

(مدیر)

قومی اسمبلی میں

مولانا

عبدالحق مدظلہ کے سوالات

اور وزراء کے جوابات

پ:۔ ۷۰۰ روپے تک تنخواہ پانے والے سرکاری ملازمین کو ۳۵ روپے ماہانہ مہنگائی الاونس دیا جاتا ہے۔ تمام پنشنر دال کو جو مہنگائی الاونس اور عبوری امداد کی مجموعی رقم =/۶۰ روپے بنتی ہے بعض معاملات میں یہ رقم کم ہے۔ اور بعض میں زیادہ ہے۔ سرکاری پنشنر جنہیں مہنگائی الاونس اور عبوری امداد دی گئی ہے ان کے مقابلے میں سرکاری ملازمین کو مہنگائی الاونس اور قومی پے اسکیل اسکیم کے تحت تنخواہوں پر نظر ثانی سے فائدہ پہنچا ہے۔

ملازمین اور میڈیکل الاونس

ا۔ سوال نمبر ۱۴۹ ۱۰-۴-۷۴

کیا وزیر مالیات بیان فرمائیں گے۔ کہ آیا یہ امر واقع ہے۔ کہ گریڈ نمبر ۹-۲ کے سرکاری ملازمین کو کسی قسم کا میڈیکل الاونس نہیں دیا جاتا۔ نیز کیا حکومت سرکاری ملازمین کو الاونس دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔

جواب۔ جناب جے اے رحیم

الف۔ جی ہاں کسی سرکاری ملازم کو یہ الاونس نہیں ملتا بہر حال سرکاری ملازمین کا سرکاری ہسپتالوں میں مفت علاج کیا جاتا ہے

(ب) سرکاری ملازمین کے کسی زمرہ کو یہ الاونس دینے کا ارادہ نہیں ہے

سرحد و پنجاب کے درمیان گھی اور غذائی اجناس کی نقل و حمل پر پابندی

ا۔ سوال نمبر ۱۵۰ مورخہ ۷۴/۷/۱۰

کیا وزیر تعلیم و صوبائی رابطہ بیان فرمائیں گے۔ کہ آیا یہ امر واقعہ ہے۔ کہ صوبہ پنجاب و صوبہ سرحد کے درمیان آٹا و گھی کی نقل و حرکت پر کسی قسم کی پابندی عائد نہیں ہوئی ؟

(ب) اگر مندرجہ بالا الف کا جواب اثبات میں ہے۔ تو پنجاب سے مختلف مقامات پر آٹا و گھی لے جانے والوں کو پولیس ناجائز تنگ کیوں کرتی ہے؟

جواب دستیاب نہیں ہو سکا (ادارہ)

صوبہ سرحد اور وفاقی حکومت کے قرضے

سوال نمبر ۱۵۱ مورخہ ۷۴/۷/۱۰

کیا وزیر مالیات بیان فرمائیں گے۔ آیا یہ امر واقعہ ہے۔ کہ وفاقی حکومت نے صوبہ سرحد کو وہ سابقہ قرضے معاف کر دیئے ہیں۔ جو آب پاشی اور ٹیوب ویلوں کی تنصیب کے لیے ایسے دیئے گئے تھے۔

جواب جناب جے اے رحیم

۱۶ اپریل ۱۹۷۳ء تک این ڈبلیو الیف پی کی حکومت کی طرف وفاقی حکومت کے روپوں میں تمام واجب الادا قرضے معاف کر دیئے گئے ہیں

چند مسترد شدہ سوالات

افواج کی ترقیاتی پالیسی

ا۔ مورخہ 74-4-1

کیا وزیر دفاع بتا سکیں گے۔ کہ افواج کی موجودہ پروموشن پالیسی سے اچھے تجربہ کار اور مستحق افسران کی حق تلفی ہو رہی ہے ؟

ب۔ کیا یہ صحیح ہے۔ کہ بہت سے جونیئر افسران کو ترقی دی گئی ہے جس سے سروسز میں بے اطمینانی پھیل گئی ہے۔

ج۔ سروس ترقیوں میں بلوچستان اور سرحد سے کتنے لوگ لیے گئے ہیں ان کے نام عہدہ اور ترقیوں کی تفصیل کیا ہے ؟

د۔ کیا یہ درست ہے۔ کہ سرحد سے نیوی کے دو لیفٹیننٹ کمانڈر جنکی کارکردگی کی رپورٹ اچھی تھی اور جو کمانڈر کے پوسٹ پہ کام کر رہے تھے پچھلے آٹھ ماہ سے دونوں کو کراس کر کے جونیئر افراد کو ترقی دی گئی ہے

آرڈی ننس ڈپو لاہور کے ملازمین سے زیادتی

(ا) کیا وزیر محنت بتا سکیں گے۔

کیا یہ صحیح ہے۔ کہ ریٹائرمنٹ پالیسی کے باوجود آرڈی ننس ڈپو لاہور سے مزدوروں کا ۵۵ سال عمر یا ۲۵ سال سروس کے حساب سے اخراج ہوا ہے۔

ب۔ کیا یہ صحیح ہے۔ کہ ۵۵ سال یا ۲۵ سال سروس مکمل ہونے کے باوجود ایسے لوگوں کو کام پر بلایا گیا اور کام کر رہے ہیں۔ جو پہلے ریٹائرمنٹ پر تھے

(ج) کیا یہ صحیح ہے۔ کہ آرڈی ننس ڈپو لاہور کے ملازمین کو مہنگائی الاونس نہیں دیا گیا ؟

سرکاری ضیافتیں اور شراب سور کا گوشت

ا سوال نمبر ۱ مورخہ 74-4-4

کیا یہ صحیح ہے کہ حکومت کے زیر اہتمام ملک کے اندر یا باہر دی جانے والی ضیافتوں میں شراب اور دیگر الکحل کے مشروبات سور کا گوشت اور دیگر ایسے طعام جو اسلام کی روح سے حرام ہیں پیش کیے جاتے ہیں اگر ایسا ہے تو کیا۔ اسلامی مملکت کے شایان شان ہے ؟

سوال نمبر ۲ مورخہ 74-4-4

اگر نہیں تو اس کی روک تھام کے لیے کوئی اقدامات زیر غور ہیں ؟

اضافہ تنخواہ میں تفاوت

کیا وزیر خزانہ بتا سکیں گے۔ کہ نئے پے سکیل میں جونیئر کلاس ون افسروں کی تنخواہ ۵۰ سے ۵۰۰ روپے اور سینئر کلاس ون افسروں کی تنخواہ ۵۰ سے ایک ہزار تک مقرر ہوئی ہے یہ عظیم تفاوت اسلام کے نظام عدل اور مساوات سے جوڑ کھاتا ہے

سی ڈی اے کے ملازمین

کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے۔ کہ محکمہ سی ڈی اے میں باہر سے آئے ہوئے۔ ملازمین جو کہ اسی وجہ سے بلائے گئے تھے کہ اس محکمہ کا اپنا سٹاف نہیں تھا۔ اب اپنے سٹاف ہونے کے باوجود ان لوگوں کو سی ڈی اے میں رکھا گیا ہے۔ اور اپنے سٹاف سے زائد تنخواہ ان کو مل رہی ہیں۔ جو کہ مذکورہ محکمے کے اوپر ایک زائد بوجھ ہے۔

کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے۔ کہ محکمہ سی ڈی اے میں ان باہر سے آئے ہوئے ملازمین کو جن کے دس برس پورے ہو چکے ہیں ان کے بارے میں فیصلہ ہو چکا ہے۔ کہ وہ اپنے محکموں کو واپس جائیں۔ ان کی واپسی کی رفتار اتنی سست کیوں ہے ؟

کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے۔ کہ محکمہ سی ڈی اے نے ان ملازمین میں چند یا کسی ایک کو دو دفعہ واپسی کے آرڈر کرنے کے بعد پھر کیوں اس محکمہ میں رکھا۔ اور سابقہ آرڈروں کو التوا میں رکھا اور یونین کے بار بار مطالبات کے باوجود ان کو کیوں ترقی دی جا رہی ہے۔

بلوچستان
مسئلہ کیوں کر حل ہو؟

۱۹۷۰ء کے انتخاب میں بلوچستان نے بالکل اور سرحد نے بھی تقریباً بھاری اکثریت سے بھٹو صاحب کے پروگرام کو مسترد کر دیا تھا۔ اس "گستاخی" کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے برسر اقتدار آنے کے بعد ان صوبوں کے عوام کو اس گستاخی کی سزا دینے کا فیصلہ کر لیا۔ لیکن ان علاقوں کی جاندار اور بہادر قیادت نے انہیں مجبور کر دیا کہ وہ یہاں کے عوام کو ان کا حق دیں۔ چنانچہ حق تو دے دیا گیا۔ لیکن دائرہ عمل "اتنا" تنگ کر دیا گیا کہ بقول ارباب سکندر خاں خلیل سابق گورنر سرحد یہ اختیارات میونسپلٹی سے زیادہ نہ تھے۔ اور ویسے بھی چونکہ یہ اقدام آپ نے بادل نخواستہ کیا تھا اور اس پر بعض "دوستوں" کی ناراضگی مستزاد تھی۔ اس لئے ۹ ماہ میں یہی سوچا گیا کہ ان صوبوں میں اپنا جال کیونکر بچھایا جائے۔ بالآخر "عراقی اسلحہ" کا سٹنٹ کام آیا۔ مینگل رخصت کر دیئے گئے مفتی محمود اس ظلم کو برداشت نہ کر سکے اس لئے انہوں نے استعفیٰ دے دیا۔

وزیر اعظم کے لئے راہ ہموار ہو گئی۔ لیکن اکثریت کہاں سے آتی۔ تاہم انہوں نے اپنی ننھہ دماغی کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے دونوں صوبوں میں اقلیت کو حکومت دے دی اکثریت کو اپوزیشن کے بنچوں پر بٹھا دیا، اور یہ صورت اب تک جاری ہے (دلائل اپنی جگہ) اور بلوچستان کے عوام نے چونکہ بالکلیہ ان کا پروگرام مسترد کیا تھا۔ اس لئے ان کی سزا بھی سخت تھی۔ اور اس کا مظاہرہ یوں کیا گیا کہ ان کے حقیقی رہنماؤں کو ایوان اقتدار سے جیل میں ڈال دیا۔ بلوچستان کے تین ذمہ دار لیڈر سال سے زیادہ سہالہ ریسٹ ہاؤس میں رہے۔ اور ان "غداروں" سے نہ معلوم کتنی مرتبہ بالواسطہ اور بلاواسطہ مذاکرات کئے گئے۔ اور جب اس طرح بات نہ بنی، تو اب انہیں میانوالی، ساہی وال اور لائلپور کی جیلوں میں منتقل کر کے مقدمہ چلانے کا اعلان ہوا ہے۔ لیکن ہنوز بات وہیں کی وہیں ہے۔ ادھر اکثریتی حکومت ختم کرنے کے بعد ہی وہاں کے عوام پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا۔ پورے صوبہ میں فوج پھیلا دی گئی۔ جس نے راستوں کی ناکہ بندی کر دی۔ راشن لانے کے ذرائع مسدود ہو گئے۔ پانی کے چشمے روک دیئے گئے اور ان پر پہرے بٹھا دیئے گئے اور گرفتاریوں کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس سلسلہ میں بگتی صاحب کی خدمات حاصل کی گئیں۔ جنہوں نے گذشتہ سال اسمبلی کے باوجود بجٹ کا پریس کانفرنس میں اعلان کر کے جمہوری دنیا میں ایک انوکھی مثال قائم کی۔ لیکن ظلم و ستم کی تاریک رات کو وہ بھی برداشت نہ کر سکے اور علیحدگی اختیار کر لی۔ ان کے بعد بلوچ عوام کے محبوب رہنما خان قلات کو آزمائش میں مبتلا کرنے کے لئے گورنر بنا دیا گیا وہ جس حال میں جی رہے ہیں۔ اس کا اندازہ ان بعض خبروں کے بین السطور سے لگایا جا سکتا ہے جو پچھلے دنوں اخبارات میں آئیں۔

اس دوران فوجی کاروائی بند کرنے کا اعلان بھی ہوا اور آخری تاریخ ۱۵ر مئی ۱۹۷۴ء مقرر کی گئی۔ لیکن یہ وعدہ شرمندۂ تعبیر نہ ہوا۔ بلکہ ظلم کا سلسلہ پہلے سے بڑھ گیا حتیٰ کہ بمباری کی گئی۔ جس کی صدائے بازگشت اسمبلی میں سنائی دی۔

حزب اختلاف کے معزز رہنماؤں نے وہاں کے دورہ کا پروگرام بنایا۔ لیکن اچانک ربوہ کے واقعہ کے رد عمل میں تحریک شروع ہو گئی تو یہ حضرات رہ گئے۔ تاہم عبدالولی خاں میاں محمود علی قصوری اور سردار شیر باز مزاری تشریف لے گئے اور انہوں نے تشویشناک حالات سے قوم کو آگاہ کیا۔ بجائے اس کے کہ ملک کے معزز ایوان کے معزز ممبران کی بات دلائل سے رد کی جاتی، الٹا ان کی کردار کشی کی مہم شروع کر دی گئی اور بلوچستان کے طویل دورہ کا پروگرام بنا لیا۔ تاکہ دنیا کو یہ تاثر دیا جا سکے کہ سب اچھا ہے۔ لیکن دنیا

(ورق الٹیے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور

جمعہ ۱۲ رجب المرجب ۱۳۹۴ھ

مطابق

۲ اگست ۱۹۷۴ء

جلد ۱۷

شمارہ ۲۷

قیمت ۵۰ پیسے

بدل اشتراک

سالانہ ۲۵/۰ روپے

ششماہی ۱۳/۰ "

سہ ماہی ۷/۰ "

ٹیلیفون ۶۷۷۱۵

سرپرست

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مدیر

زاہد الراشدی

تعلیمی پریس میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

اب ارباب خیر و صلاح کو دیکھئے کہ وہ کس مقام پر کھڑے تھے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے جو تحریک عہد اکبری و جہانگیری میں شروع کی تھی۔ اس کے وارثین و مسند نشینان کا یہ حال ہو چکا تھا کہ جب خواجہ محمد معصومؒ نے اپنے بیٹے شیخ سیف الدین کو اورنگ زیب کے دربار میں امر بالمعروف نہی عن المنکر کے لئے بھیجا تو ان کے ٹھاٹ باٹ یہ تھے۔

"حضرت شیخ (شیخ سیف الدین) کے لئے ... دیبا کا ایک خیمہ جواہرات اور مروارید سے ٹکا ہوا نصب ہوتا۔ جس کی چوبوں پر یاقوت جڑے ہوئے تھے۔ اس خیمہ کے اندر ایک جڑاؤ کرسی رکھی جاتی۔ جس پر آنجناب جلوہ افروز ہوتے اور جس کے گرد اگرد نقیب اور چوبدار ہاتھوں میں سنہری اور روپہلی عصا لئے ہوئے کھڑے ہوتے۔ بادشاہ، شہزادے اور امراء حاضر خدمت ہو کر کھڑے رہتے جب تک حکم نہ ہوتا، نہ بیٹھتے"

(روضۃ القیومیہ۔ رکن دوم ص ۱۴۲)

خواجہ محمد معصومؒ کی وفات کے بعد، ان کے وارثوں میں سے ہر ایک نے "قیومیت" کا دعوی کیا کہ "میں اس عہد کا "قیوم" ہوں، اور دنیا میرے سر پر قائم ہے" اور اس دعوے میں باہم ایک دوسرے کے ساتھ جنگ و جدال کرتے رہے۔ گویا حضرت مجدد کی تجدیدی تحریک "قیومیت" کے طوفان میں ڈوب کر رہ گئی۔

پس ان دونوں باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ جیسے ہی اورنگ زیب کی آنکھیں بند ہوئیں، ہندوستان میں سیاسی، معاشرتی، مذہبی، اخلاقی اور انتظامی افراتفری کا بھیانک دور شروع ہو گیا۔

مغل دربار کے ایرانی (شیعہ) امراء اور تورانی امراء کے درمیان جھگڑے اور سازشیں چل نکلیں۔ اور ۱۷۰۷ سے یعنی اورنگ زیب کی وفات کے وقت سے ۱۷۶۲ء تک یعنی ۵۵ سال کے اندر اس کے تخت شاہی پر ۹ بادشاہ بیٹھے اور اتارے گئے اور مقتول کئے گئے۔

اسباب میں سے مرکز سے بغاوت و انحراف بے تیتی مرکز ہیں۔ جس کی اور نظام الملک کی خود مختار غیر عقیقی خاکسر ہو گئیں

درحقیقت علی دلیرار خاں نے اپنی خود مختار حکومت قائم کی۔ اس حکومت کو ۱۷۵۷ میں جنگ پلاسی کے موقعہ پر انگریزوں نے سراج الدولہ سے چھین لیا۔

اودھ میں سعادت علی خاں نے اپنی جداگانہ سلطنت قائم کی۔ جو بعد میں انگریزوں کی باجگذار بنی۔

ادھر اس دوران دہلی کی مرکزی حکومت پر ایرانی امراء (شیعہ امراء) کی سازشوں کی بدولت ۱۷۳۹ میں نادر شاہ ایرانی نے غارت گرانہ حملہ کیا اور ۱۷۶۱ میں ایرانی اور افغانی امراء کے ایماء پر مرہٹوں کی طاقت توڑنے کے لئے احمد شاہ ابدالی نے حملہ کیا۔ جس سے لازماً دہلی کا مرکزی اقتدار بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہا۔

۱۷۱۳ء سے ۱۷۱۹ء تک دہلی دربار پر مشہور سید برادران (شیعہ) امیر الامراء سید حسین علی اور قطب الملک سید عبد اللہ کا تسلط چھایا رہا۔

سید برادران کی شہ پر ہی مرہٹوں نے زور پکڑا سید برادران کے اثر و رسوخ کا یہ عالم تھا کہ ۱۸ فروری ۱۷۱۹ء سے ۴ راگست ۱۷۱۹ء تک صرف ۴ ماہ میں دہلی کے تخت پر تین بادشاہ یکے بعد دیگرے بٹھائے گئے اور معزول کئے گئے۔

یہ چکر جب ختم ہوا کہ سید برادران کو بعض تورانی امراء نے "تنگ آ کر" قتل کر دیا۔

مغل سلطنت کا صرف پچپن سال کے اندر یہ حال ہو گیا کہ:

دکن میں مرہٹوں اور نظام کی حکومت کا بول بالا تھا۔ بنگالہ سے اودھ تک انگریزوں کا طوطی بولنے لگا تھا۔ اودھ کو ایرانی امراء نے اپنا گڑھ بنا لیا تھا پنجاب میں سکھ زور پکڑ چکے تھے۔

اور دہلی کے تخت پر شہنشاہ ہند کے نام سے شاہ عالم مسند نشین تھا۔ جس کا اقتدار دہلی کی چاردیواری سے باہر ذرا بھی نہ تھا۔

بادشاہ مرہٹوں کے زیر اثر تھا اور مشرقی صوبوں کی دیوانی انگریزوں کو دے کر ان کا وظیفہ خوار بن گیا تھا درمیان میں روہیلوں کی بغاوت نے اور ستم ڈھایا۔ غلام قادر روہیلے نے شاہ عالم کو انتقاماً اندھا کر کے تخت سے اتار دیا۔

مرہٹہ فوجوں نے آ کر غلام قادر روہیلے کو شکست دی اور قتل کیا اور ۱۷۸۸ء میں شاہ عالم کو دوبارہ تخت پر بٹھا دیا۔

لیکن اب اس کی حیثیت شاہ شطرنج سے زیادہ کچھ نہیں تھی۔ شاہ عالم ۱۸۰۵ تک مرہٹوں کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بنا دیا۔ ۱۸۰۵ء میں لارڈ لیک نے مرہٹوں کو شکست دے کر دہلی پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور اب شاہ عالم انگریزوں کا مہرہ بننے پر مجبور تھا۔

اس کے بعد ۱۸۰۶ سے ۱۸۳۷ء تک اکبر شاہ ثانی اور ۱۸۳۷ سے ۱۸۵۷ء تک بہادر شاہ ظفر، دہلی کے تخت پر انگریزوں کے مہرہ کے طور پر شہنشاہ ہند کہلاتے رہے۔

اورنگ زیب کی وفات کے بعد اس عظیم مغل سلطنت کا یہ انجام ہوا۔ شاہ صاحب کی زندگی ہی میں اس اقتدار کا سارا تانا بانا ٹوٹ چکا تھا۔

اور ادھر قسطنطنیہ میں خلافت عثمانیہ بھی مرد بیمار بن چکی تھی۔ جس کے گرد و پیش، انگریز اور فرانسیسی اس کے دم آخریں کے منتظر منڈلا رہے تھے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ اس دور کا ایشیا بالکل بانجھ ہو چکا تھا۔ فکر و عمل کے پیغام کی کوئی کرن کہیں سے پھوٹتی دکھائی نہیں دیتی تھی۔

یورپ

اس کے برعکس یورپ جاگ چکا تھا اب انقلابے عالم میں اس کے قدم ہر چہار طر[ف] رہے تھے۔ ایشیا، افریقہ اور امریکہ سب [...] کی جولانگاہ بن گئے تھے۔

"بارود" کی قوت سے یورپ پوری طرح [...] ہو چکا تھا اور "بھاپ" کی قوت کی دریافت میں [...] ہوا تھا۔

شہنشاہیت اور پاپائیت اس کے یہا[ں] کی جاری تھیں اور "افکار نو بہ نو" کا ایک ریل[ا] یورپ میں بہ نکلا تھا۔

۱۷۰۴ سے ۱۷۶۲ء تک یورپ میں "ویکو"۔ "مانٹیگو"۔ "والٹیر" اور "روسو" جیسے معا[...] اجتماعیت کے منکر پیدا ہوئے اور ان کے [...] یورپ کا سیاسی اور سماجی مزاج متاثر ہوا "کانٹ" کا فلسفہ جدیدہ "گوئٹے" کی بامقص[د] شاعری "فشتے" کی قوم پرستی "ہیرکش و انٹر [...] نظریہ خودی "نطشے" کا نظریہ انسان اکبر "بلنچ[...]" "حکومت الٰہیہ"، "بیلے" و "میبات" کی اشترا[...] اور "ہیگل" کا نظریہ جدلیت وغیرہ وغیرہ صدی کے آخر کی ہی پیداوار ہیں۔

جن سے بعد میں جمہوریت، خسطائی[ت] اشتراکیت وغیرہ کے نظاموں نے تشکیل [...] اس کے ساتھ ہی "بھاپ" کی طاقت ک[ی] [...] سے یورپ نے قدیم معیشت کے دائرے [...] صنعتی معیشت کے نئے دائرے میں قد[م] [...] دیا۔ اور بھاپ کی طاقت .... طاقت کی دریافت کا دروازہ کھول دیا۔

ان پے در پے اور حیرت ناک تبدیلی[وں] [...] یورپ میں اور اس کے توسط سے سا[ری] [...] میں اجتماعیت کے تصورات کو یکسر بدل ڈ[الا] [...] سماج کے نظریے، اقتدار کے نظریے [...] و معاشیات کے نظریے اور انتظام و ا[...] کے نظریے بدل گئے۔

لیکن یورپ کے ان تمام مفکرین نے اپنے افکار کے تانے بانے میں انسان کی [...] کا تعین، ایک ترقی یافتہ حیوان کی صورت [...] اور اس طرح عہد حاضر کی ترقی پذیر تبدیلی[وں] [...] خشت اول کا گارا فکر و نظر کے ایسے فس[اد] [...] تیار کیا کہ پوری عمارت اپنی تمام خوشنما [...] دل فریبیوں کے باوجود، فساد فکر و عمل کا [...] محور بن کر رہ گئی۔

یہ ہے وجہ ہے کہ ابھی تک تین سو سا[ل] [...] جانے کے باوجود عہد حاضر کی نئی تبدیلی[وں] [...] حاصل نہیں ہو سکا ہے۔ اور تعمیر کا ہر پہلو [...]

(باقی صفحہ پر)

نقطۂ نظر

محمد سعید الرحمٰن علوی

انتخابات

جماعتی بنیادوں پر

ملک میں جدید انتخاب کی گہما گہمی ہے۔ الیکشن باڈی متحرک ہو چکی ہے۔ ووٹروں کی فہرستیں تیار ہونا شروع ہو چکی ہیں اور اندازہ کیا جا رہا ہے، کہ ۷۴ء کے اواخر یا ۷۵ء کے اوائل میں کسی وقت بھی انتخابات کا اعلان ہو جائے گا۔

ملک کا سنجیدہ طبقہ بہت دنوں سے یہ سوچ رہا تھا کہ جناب بھٹو کسی وقت بھی ڈرامائی طور پر نئے انتخابات کا اعلان کر دیں گے۔ اور اب جو کچھ ہو رہا ہے۔ اس سے اس رائے کو تقویت پہنچتی ہے کہ یہ کام بہت جلد کسی وقت ہونے والا ہے۔ ہمارے یہاں حقیقی جمہوریت آج تک صحیح طریق سے پنپ نہیں سکی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے غلامانہ ذہنیت کے پیش نظر یورپ کے طریق جمہوریت کو من وعن اپنا لیا۔ حالانکہ ہمارا قومی مزاج، ہماری روایات بالکل مختلف ہیں اور انہی کی روشنی میں ہمیں کوئی قدم اٹھانا چاہیئے تھا۔

بدقسمتی سے ۲۷ سال گذر جانے کے بعد بھی چونکہ غلامی کی خو بو سے ہم چھٹکارا حاصل نہیں کر سکے۔ اس لئے وہ تمام خرابیاں جو یورپی معاشرہ کا جزو لاینفک ہیں۔ وہ جونک کی طرح ہمیں چمٹ چکی ہیں بلکہ ان سے کہیں زیادہ ہمارا خون چوس رہی ہیں۔ منجملہ دوسرے شعبہ ہائے زندگی کے انتخابات اور الیکشن کے شعبہ میں بھی ہم نے آج تک اپنی روش کو تبدیل نہیں کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بجائے فائدہ کے نقصان ہو رہا ہے اور معاشرہ غلاظتوں کا انبار بن چکا ہے۔

پوزیشن یہ ہے کہ اس وقت کوئی غریب آدمی انتخاب کی سوچ ہی نہیں سکتا۔ جاگیردار اور صنعت کار طبقہ اپنی لامحدود دولت کے برتے پر انتخابی جنگ جیت لیتا ہے اور پھر اسمبلی میں جا کر اپنے ووٹروں کی خواہشات کے برعکس الٹی سیدھی باتیں کرتا ہے۔ پھر یہ کہ جو لوگ دولت کے برتے پر اسمبلی میں پہنچ جاتے ہیں۔ ان کا کوئی کردار نہیں ہوتا۔ ملی اور قومی خدمات سے ان کی زندگی بالکل عاری ہوتی ہے الا ماشاءاللہ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آزاد امیدواروں کی فوج ظفر موج سیاسی زندگی کو تباہ کر دیتی ہے۔ اس طریق انتخاب میں اتنی واضح اور فاش غلطیاں ہیں کہ ان کا تفصیلی جائزہ لینے کے لئے طویل محنت کی ضرورت ہے۔ اسی لئے اس سے قطع نظر فی الوقت ہم نے محض چند اشارے کئے۔ آیندہ کسی وقت تفصیلی گفتگو کر کے ہم آپ کو تبلائیں گے کہ اس طریق انتخاب میں کیا کیا نقصان ہیں

بہرحال ان نقصانات کے ازالہ اور قومی سیاسی زندگی کو غلاظتوں سے پاک کرنے کے لئے ۷۰ء کے معرکہ انتخاب سے قبل جمعیۃ علماء اسلام کے بیدار مغز راہنما اور قائد مولانا مفتی محمود نے پریس کے ذریعہ توجہ دلائی تھی کہ انتخابات جماعتی بنیادوں پر کرائے جائیں۔

بعد میں جب جمعیۃ علماء اسلام کی منشور کمیٹی نے انتخابی منشور تیار کیا تو اس رائے کو انتہائی وقیع اور سنجیدہ رائے قرار دیتے ہوئے اسے منشور میں شامل کر دیا اور قوم سے وعدہ کیا کہ اگر جمعیۃ برسر اقتدار آ گئی تو انتخاب جماعتی بنیاد پر کرائے جائیں گے۔

جمعیۃ کے بعد بعض دوسری جماعتوں نے بھی اسے اپنے منشور میں شامل کیا۔ اگرچہ انہوں نے اپنی روایات کو اپناتے ہوئے الاول فالاول کے اصول کو پامال کیا اور اعتراف حقیقت سے گریز کرتے ہوئے اس تجویز کے مجوز اول کو پس پردہ رکھنے کی کوشش کی۔ تاہم انہوں نے اس تجویز کو اپنے منشور کی بنیاد بنایا۔

اس کے علاوہ اس وقت کی پی، پی، پی کے وائس چیئرمین میاں محمود علی قصوری نے بھی مفتی صاحب کی اس تجویز کو نہ صرف سراہا بلکہ اس کی زبردست تائید کی یہ الگ بات ہے کہ مرکزی وزیر قانون بننے کے بعد میاں صاحب اپنی مجبوریوں کے پیش نظر مستقل آئین میں اپنی ہی جماعت سے اس تجویز کو منوا نہ سکے

آج جبکہ انتخابی موسم کی ابتدا ہو چکی ہے۔ اور ابتدائی انتظامات شروع ہو چکے ہیں۔ اور اگر ملک بھر کی سیاسی پارٹیاں بہتر ملکی خدمت اور حقیقی جمہوریت کے نشو و نما کے جذبہ سے پارٹی پالیٹکس سے بالاتر ہو کر اس تجویز پر سنجیدگی سے غور کریں اور پھر متفقہ آواز سے اس مسئلہ کو اٹھائیں تو شاید بہتر نتائج پیدا ہوں۔

میں متحدہ محاذ کے قائدین سے بالخصوص گذارش کروں گا کہ وہ اس تجویز کو اپنے منشور کا حصہ بنائیں۔ تاکہ قوم مفاسد و خطرات سے محفوظ رہ سکے۔ اس کے علاوہ تحریک استقلال کے ایک اہم رکن کی حیثیت سے میاں محمود علی قصوری صاحب سے گذارش کروں گا کہ وہ اپنی پارٹی سے اس بات کو منوائیں۔ اور پی، پی، پی میں اگر کسی کے دل میں ملک و ملت کی صحیح خدمت کا جذبہ ہے تو اس سے بھی گذارش بیجا نہ ہو گی کہ اصل چیز ملک اور قوم ہے۔ افراد کی کوئی حیثیت نہیں۔ اور جن لوگوں یا پارٹیوں نے محض افراد کے برتے پر اپنی دکان چمکانے کی کوشش کی، بہت جلد ان کا آفتاب اقبال گہنا گیا۔ اور وہ تماشہ بن کر رہ گئے اس لئے ارباب حکومت اور اکثریتی پارٹی کے راہنماؤں کو بھی اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے اور اگر وہ اپنی اسمبلی پوزیشن کی وجہ سے ترمیمی بل کے ذریعہ یہ مسئلہ حل کرا لیں تو اس سے یقیناً ان کی نیک نامی ہو گی۔ اس طرح قوم "آزاد نمائندوں" دشمن دین و ملت پروگراموں اور اپنی خرید و فروخت جیسے بھیانک اور قابل نفرت مفاسد سے نجات حاصل کرے گی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس طرح کوئی ووٹ ضائع نہ ہو گا۔ کیونکہ اب تو قوم کے اقلیتی طبقہ کے نمایندے حکومت کرتے ہیں اور اکثریت بے یار و مددگار رہ جاتی ہے۔ جیسا کہ اس وقت کی حکومت ۳۶ فیصد عوام کی نمایندہ ہے اور بس۔

مجھے امید ہے کہ میری ان ناچیز معروضات پر ارباب سیاست گہری توجہ دیں گے۔

خدا ہمارا حامی و ناصر ہو۔

صحافی برادری کو تحفظ دیا جائے

انجمن صحافیان ڈیرہ کا مطالبہ

انجمن صحافیان ڈیرہ اسمٰعیلخاں کے ایک ہنگامی اجلاس میں یہاں کے ممتاز صحافی جناب اللہ بخش سپل ایڈیٹر ہفت روزہ "نعیم" پر حملہ کرنے اور زدوکوب کرنے کے واقعہ پر سخت تشویش کا اظہار کیا گیا۔ اجلاس میں صوبائی امن عامہ کے سربراہ اور صوبائی وزیر داخلہ جناب حیات محمد شیرپاؤ سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ صحافیوں کے تحفظ کے لئے فوری اور سخت اقدامات بروئے کار لائیں تاکہ وہ استحصالی طبقوں کے مظالم کا شکار بنے بغیر اپنی پیشہ وارانہ ذمہ داریاں احسن طریقہ پر انجام دے سکیں۔ صوبائی وزیر داخلہ کو ان کا حالیہ بیان یاد دلایا گیا۔ جس میں انہوں نے کہا تھا۔ کہ قانون کے احترام، نفاذ اور تقدس کو پامال نہیں ہونے دیا جائے گا۔

قرارداد میں اس بات کی وضاحت ضروری سمجھی گئی کہ جناب اللہ بخش سپل نے ریڈیو و ٹیلی ویژن کی فنکارہ مسرت شاہین کا جو انٹرویو شائع کیا تھا۔ اس سے بعض لوگ بوکھلا اٹھے۔ اور اب انہوں نے قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ جس کا فوری طور پر تدارک نہ کیا گیا تو صحافی برادری یہ سمجھنے پر مجبور ہو گی کہ صوبائی حکومت ان کا تحفظ کرنے میں ناکام ہو چکی ہے

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

نقطۂ نظر

محمد سعید الرحمٰن علوی

انتخابات

جماعتی بنیادوں پر

ملک میں جدید انتخاب کی گہما گہمی ہے۔ الیکشن باڈی حرکت میں آ چکی ہے۔ ووٹروں کی فہرستیں تیار ہونا شروع ہو چکی ہیں اور اندازہ کیا جا رہا ہے، کہ ۷۴ء کے اواخر یا ۷۵ء کے اوائل میں کسی وقت بھی انتخابات کا اعلان ہو جائے گا۔

ملک کا سنجیدہ طبقہ بہت دنوں سے یہ سوچ رہا تھا کہ جناب بھٹو کسی وقت بھی ڈرامائی طور پر نئے انتخابات کا اعلان کر دیں گے۔ اور اب جو کچھ ہو رہا ہے۔ اس سے اس رائے کو تقویت پہنچتی ہے کہ یہ کام بہت جلد کسی وقت ہونے والا ہے۔ ہمارے یہاں حقیقی جمہوریت آج تک صحیح طریق سے پنپ نہیں سکی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے غلامانہ ذہنیت کے پیش نظر یورپ کے طریق جمہوریت کو من و عن اپنا لیا۔ حالانکہ ہمارا قومی مزاج، ہماری روایات بالکل مختلف ہیں اور انہی کی روشنی میں ہمیں کوئی قدم اٹھانا چاہیئے تھا۔

بدقسمتی سے ۲۷ سال گذر جانے کے بعد بھی چونکہ غلامی کی خو بو سے ہم چھٹکارا حاصل نہیں کر سکے۔ اس لئے وہ تمام خرابیاں جو یورپی معاشرہ کا جزو لاینفک ہیں۔ وہ جونک کی طرح ہمیں چمٹ چکی ہیں بلکہ ان سے کہیں زیادہ ہمارا خون چوس رہی ہیں۔ منجملہ دوسرے شعبہ ہائے زندگی کے انتخابات اور الیکشن کے شعبہ میں بھی ہم نے آج تک اپنی روش کو تبدیل نہیں کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بجائے فائدہ کے نقصان ہو رہا ہے اور معاشرہ غلاظتوں کا انبار بن چکا ہے۔

پوزیشن یہ ہے کہ اس وقت کوئی غریب آدمی انتخاب کی سوچ ہی نہیں سکتا۔ جاگیردار اور صنعت کار طبقہ اپنی لامحدود دولت کے برتے پر انتخابی جنگ جیت لیتا ہے اور پھر اسمبلی میں جا کر اپنے ووٹروں کی خواہشات کے برعکس الٹی سیدھی باتیں کرتا ہے۔ پھر یہ کہ جو لوگ دولت کے برتے پر اسمبلی میں پہنچ جاتے ہیں۔ ان کا کوئی کردار نہیں ہوتا۔ ملی اور قومی خدمات سے ان کی زندگی بالکل عاری ہوتی ہے الا ماشاءاللہ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آزاد امیدواروں کی فوج ظفر موج سیاسی زندگی کو تباہ کر دیتی ہے۔ اس طریق انتخاب میں اتنی واضح اور فاش غلطیاں ہیں کہ ان کا تفصیلی جائزہ لینے کے لئے طویل محنت کی ضرورت ہے۔ اسی لئے اس سے قطع نظر فی الوقت ہم نے محض چند اشارے کئے۔ آیندہ کسی وقت تفصیلی گفتگو کر کے ہم آپ کو بتلائیں گے کہ اس طریق انتخاب میں کیا کیا نقصان ہیں۔

بہر حال ان نقصانات کے ازالہ اور قومی سیاسی زندگی کو غلاظتوں سے پاک کرنے کے لئے ۷۰ء کے معرکہ انتخاب سے قبل جمعیۃ علماء اسلام کے بیدار مغز راہنما اور قائد مولانا مفتی محمود نے پریس کے ذریعہ توجہ دلائی تھی کہ انتخابات جماعتی بنیادوں پر کرائے جائیں۔

بعد میں جب جمعیۃ علماء اسلام کی منشور کمیٹی نے انتخابی منشور تیار کیا تو اس رائے کو انتہائی وقیع اور سنجیدہ رائے قرار دیتے ہوئے اسے منشور میں شامل کر دیا اور قوم سے وعدہ کیا کہ اگر جمعیۃ برسر اقتدار آ گئی تو انتخاب جماعتی بنیاد پر کرائے جائیں گے۔

جمعیۃ کے بعد بعض دوسری جماعتوں نے بھی اسے اپنے منشور میں شامل کیا۔ اگرچہ انہوں نے اپنی روایات کو اپناتے ہوئے الاول فالاول کے اصول کو پامال کیا اور اعتراف حقیقت سے گریز کرتے ہوئے اس تجویز کے مجوز اول کو پس پردہ رکھنے کی کوشش کی۔ تاہم انہوں نے اس تجویز کو اپنے منشور کی بنیاد بنایا۔

اس کے علاوہ اس وقت کی پی، پی، پی کے وائس چیئرمین میاں محمود علی قصوری نے بھی مفتی صاحب کی اس تجویز کو نہ صرف سراہا بلکہ اس کی زبردست تائید کی یہ الگ بات ہے کہ مرکزی وزیر قانون بننے کے بعد میاں صاحب اپنی مجبوریوں کے پیش نظر مستقل آئین میں اپنی ہی جماعت سے اس تجویز کو منوا نہ سکے

آج جبکہ انتخابی موسم کی ابتدا ہو چکی ہے۔ اور ابتدائی انتظامات شروع ہو چکے ہیں۔ اور اگر ملک بھر کی سیاسی پارٹیاں بہتر ملکی خدمت اور حقیقی جمہوریت کے نشو و نما کے جذبہ سے پارٹی پالٹیکس سے بالاتر ہو کر اس تجویز پر سنجیدگی سے غور کریں اور پھر متفقہ آواز سے اس مسئلہ کو اٹھائیں تو شاید بہتر نتائج پیدا ہوں۔

میں متحدہ محاذ کے قائدین سے بالخصوص گذارش کروں گا کہ وہ اس تجویز کو اپنے منشور کا حصہ بنائیں۔ تاکہ قوم مفاسد و خطرات سے محفوظ رہ سکے۔ اس کے علاوہ تحریک استقلال کے ایک اہم رکن کی حیثیت سے میاں محمود علی قصوری صاحب سے گذارش کروں گا کہ وہ اپنی پارٹی سے اس بات کو منوائیں۔ اور پی، پی، پی میں اگر کسی کے دل میں ملک و ملت کی صحیح خدمت کا جذبہ ہے تو اس سے بھی گذارش بیجا نہ ہو گی کہ اصل چیز ملک اور قوم ہے۔ افراد کی کوئی حیثیت نہیں۔ اور جن لوگوں یا پارٹیوں نے محض افراد کے برتے پر اپنی دکان چمکانے کی کوشش کی، بہت جلد ان کا آفتاب اقبال گہنا گیا۔ اور وہ تماشہ بن کر رہ گئے اس لئے ارباب حکومت اور اکثریتی پارٹی کے راہنماؤں کو بھی اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے اور اگر وہ اپنی اسمبلی پوزیشن کی وجہ سے ترمیمی بل کے ذریعہ یہ مسئلہ حل کرا لیں تو اس سے یقیناً ان کی نیک نامی ہو گی۔ اس طرح قوم "آزاد نمایندوں" دشمن دین و ملت پروگراموں اور اپنی خرید و فروخت جیسے بھیانک اور قابل نفرت مفاسد سے نجات حاصل کر لیگی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس طرح کوئی ووٹ ضائع نہ ہو گا۔ کیونکہ اب تو قوم کے اقلیتی طبقہ کے نمایندے حکومت کرتے ہیں اور اکثریت بے یار و مددگار رہ جاتی ہے۔ جیسا کہ اس وقت کی حکومت ۳۶ فیصد عوام کی نمایندہ ہے اور بس۔

مجھے امید ہے کہ میری ان ناچیز معروضات پر ارباب سیاست گہری توجہ دیں گے۔

خدا ہمارا حامی و ناصر ہو۔

صحافی برادری کو تحفظ دیا جائے

انجمن صحافیانِ ڈیرہ کا مطالبہ

انجمن صحافیان ڈیرہ اسمٰعیلخاں کے ایک ہنگامی اجلاس میں یہاں کے ممتاز صحافی جناب اللہ بخش سپل ایڈیٹر ہفت روزہ "نعیم" پر حملہ کرنے اور زدوکوب کرنے کے واقعہ پر سخت تشویش کا اظہار کیا گیا۔ اجلاس میں صوبائی امن عامہ کے سربراہ اور صوبائی وزیر داخلہ جناب حیات محمد شیرپاؤ سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ صحافیوں کے تحفظ کیلئے فوری اور سخت اقدامات بروئے کار لائیں تاکہ وہ استحصالی طبقوں کے مظالم کا شکار بنے بغیر اپنی پیشہ وارانہ ذمہ داریاں احسن طریقہ پر انجام دے سکیں۔ صوبائی وزیر داخلہ کو ان کا حالیہ بیان یاد دلایا گیا۔ جس میں انہوں نے کہا تھا، کہ قانون کے احترام، نفاذ اور تقدس کو پامال نہیں ہونے دیا جائے گا۔

قرارداد میں اس بات کی وضاحت ضروری سمجھی گئی کہ جناب اللہ بخش سپل نے ریڈیو و ٹیلی ویژن کی فنکارہ مسرت شاہین کا جو انٹرویو شائع کیا تھا۔ اس سے بعض لوگ بوکھلا اٹھے۔ اور اب انہوں نے قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ جس کا فوری طور پر تدارک نہ کیا گیا تو صحافی برادری یہ سمجھنے پر مجبور ہو گی کہ صوبائی حکومت ان کا تحفظ کرنے میں ناکام ہو چکی ہے

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

بقیہ — عصر نو کا امام

حائل نظر آتا ہے۔ حتیٰ کہ اس صورت حال سے خود یورپ اور مغرب دل برداشتہ ہو چکا ہے۔

جن لوگوں نے لارڈ رسل جیسے آزاد خیال مغربی مفکر و فلسفی کے آخری دور کے خیالات پڑھے ہونگے وہ مغرب کے اس حسرت ناک احساس کی گواہی دینگے

اٹھارویں صدی سے سماجی تبدیلیوں کا جو نیا مرحلہ شروع ہوا تھا۔ اس کا تقاضا تھا کہ اس عہد کے انسان کو نئی ذمہ داریاں سنبھالنے کے قابل بنانے کے لئے ایسا لائحہ عمل دیا جاتا۔ جو اس کی مادی تگ و دو میں اس کے اخلاقی اور روحانی احساسات کو زیادہ وسیع و ہمہ گیر بنا سکتا۔ تاکہ دریافتِ اشیا کا ولولہ با مقصد رہتا۔

زمینوں، سمندروں، ہواؤں اور خلاؤں کو کھنگالنے کا آخر کیا مدعا ہے؟ اس بھاگ دوڑ کا کیا منتہائے مقصود ہے؟ آدمی ارتقاء کے پر لگا کر جو اڑا چلا جا رہا ہے۔ وہ کہاں پہنچنا چاہتا ہے؟

اگر ان سوالات کا واضح اور با مقصد جواب نہیں ہے، تو پھر ان تبدیلیوں سے فساد و تخریب کے سوا اور کیا حاصل ہو سکتا ہے۔

آخر انسان اپنی کاوشوں کے نتائج کس چیز میں دیکھے؟

اگر وہ ان نتائج کو وصل و لقاء میں دیکھنے کا امیدوار نہیں ہے تو اس کی فطرت ان کو، خون خرابہ میں دیکھنا چاہے گی۔

اٹھارویں صدی کے مغربی مفکرین، انسانی فطرت کی اس طلب کا اندازہ نہیں کر سکے۔

لیکن کتنی حیرت کی بات ہے کہ یورپ کے مفکر جہاں سے اٹھارویں صدی کی تبدیلیاں سر اٹھا رہی تھیں اس انسانی راز کو نہ سمجھ پائے۔ اور ہندوستان کا ایک گوشہ نشین شخص سواد دہلی میں بیٹھ کر اس حقیقت کو بروقت سمجھ لیتا ہے۔ اور

"ملاءِ ادنیٰ" اور "ملاءِ اعلیٰ" کے درمیان ربط کا ایک نیا پیغام جو دعوت ابراہیمی و محمدی کی صدائے بازگشت ہے، دنیا کو دیتا ہے

وہ انسانی "ارتفاقات" پر بحث کر کے یہ بتاتا ہے کہ انسانی اجتماعیت کا آغاز کہاں سے ہوا اور اسے کہاں تک پہنچنا ہے۔

ان منازل "ارتفاقات" میں انسانی معاشرت کیا ہونا چاہیئے۔ اور انسان کی سیاست و معیشت کن تبدیلیوں کی خواہاں ہے۔

تاریخ انسانی کے اس مرحلہ سے اسلام کی بھرپور راہنمائی کس طرح کارفرما ہو سکتی ہے۔

مسلمانوں کے سامنے مستقبل کا فریضہ کیا ہے اور انہیں کیا پروگرام لیکر آگے بڑھنا چاہیئے یہ ہے وہ آئینہ جس میں امام العصر حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار، شخصیت مقام اور حیثیت کی آپ جھلک دیکھ سکتے ہیں۔

اب اگر اس کی شرح لکھنے بیٹھوں اور دنیا کے پورے تاریخی پس منظر، اور اس پس منظر میں حسب موقعہ شاہ صاحب کی تعلیمات کا مقام اور حضرت شاہ صاحب کے بعد کی دو صدیوں کے عالمی تغیرات میں شاہ صاحب کے فکر و نظر کی اہمیت بیان کروں تو ترجمان اسلام کے صفحات میں بھلا اس کی کیا گنجائش نکل سکتی ہے۔ البتہ مذکورہ بالا اشارات سے حضرت شاہ صاحب کے افکار کا مقام بلند سمجھا جا سکتا ہے اور اس مجمل سے حدیث مفصل خود پڑھی جا سکتی ہے۔

علماء آزاد کشمیر کے لئے لمحہ فکریہ

(از جناب شائق کامران باغ ضلع پونچھ)

آزاد کشمیر کے عوام اپنی سادگی اور مخصوص مزاج اور طبیعت کی بدولت اپنے دلوں میں علماء کرام کے لئے حد درجہ عقیدہ و احترام کے جذبات رکھتے ہیں اسی لئے تقریباً آزاد کشمیر کی ہر سیاسی جماعت کو عوام میں اپنی مقبولیت کے لئے ہر دور میں کسی نہ کسی عالم دین کی ضرورت رہی ہے۔ اور آج بھی تقریباً ہر سیاسی جماعت کو علماء کرام کی تائید و حمایت حاصل ہے۔ گذشتہ عام انتخابات میں حصہ لینے والی ہر سیاسی جماعت میں علماء کرام کو ایک موثر عنصر کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ موجودہ برسر اقتدار جماعت اور علاقہ کی سب سے زیادہ مقبول جماعت مسلم کانفرنس کی مجلس عاملہ میں آزاد کشمیر کے کئی ممتاز علماء کرام شامل ہیں۔ جو اپنی سیاسی بصیرت، اخلاقی جرأت اور علمی مقام کی وجہ عوام میں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں آزاد کشمیر کی دوسری بڑی جماعت لبریشن لیگ کی کم و بیش یہی حالت ہے۔ آزاد کشمیر کے کئی مشہور علماء کی ہمدردیاں اس جماعت کو حاصل رہی ہیں۔

آزاد کشمیر کی تیسری بڑی جماعت آزاد مسلم کانفرنس کو بھی کئی علماء کرام کا تعاون حاصل ہے۔ اور نو مولود پیپلز پارٹی بھی اس کوشش میں ہے کہ کہیں سے کوئی عالم دین میسر آجائے۔ لیکن تا ہنوز اس ضمن میں کامیابی نہیں حاصل ہو سکی۔

مذکورہ جماعتوں میں شامل یا حامی علماء کرام نے اپنے طور پر بھی کچھ غیر مؤثر اور غیر منظم تنظیمیں بھی قائم کر رکھی ہیں۔ جن کے وجود کا احساس کسی تبلیغی جلسہ یا اخباری بیان سے ہوتا رہتا ہے۔ ان میں سب سے مشہور تنظیم جمعیۃ علماء آزاد جموں و کشمیر ہے۔ غالباً یہ طرفہ تماشہ آزاد کشمیر میں ہی ہے کہ ایک طرف علماء کرام نے اپنی جماعتیں بنا رکھی ہیں۔ اور دوسری طرف دوسری جماعتوں سے بھی منسلک ہیں۔ ان کے ایسے طرز عمل سے ان کے سیاسی وجود کو جو دھچکا لگا ہے۔ اسے وہ شاید محسوس بھی کر رہے ہوں۔ لیکن عملی طور پر آج تک کوئی کوشش نہیں کی جس سے ظاہر ہو کہ انہیں اس معاملہ کی نزاکت کا احساس ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ گذشتہ انتخابات میں خالص اسلامی مزاج کے حامل عوام کے اس خطہ سے ایک عالم دین بھی اسمبلی کا ممبر نہیں بن سکا۔ اور اب جب دوسرے عام انتخابات کی تیاریاں زور شور سے جاری ہیں۔ ان کی طرف سے ابھی تک اس باب میں کوئی کوشش سامنے نہیں آئی۔ کہ وہ من حیث الجماعت انتخاب میں حصہ لینے کے لئے تیار ہیں۔ حالات کی رفتار بتا رہی ہے کہ اگر ان کا یہی رویہ رہا تو مستقبل قریب میں آزاد کشمیر کے علماء کے لئے سیاست شجر ممنوعہ بن کر رہ جائے گی۔ موجودہ دور میں سیاست اور ملکی معاملات سے الگ تھلگ رہ کر اسلامی نظام کا قیام کس حد تک ممکن ہے؟ یہ ہر صاحب بصیرت پر عیاں ہے۔ ان حالات میں ضرورت اس امر کی ہے کہ آزاد کشمیر کے علماء کرام وقت کی نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی تنظیم جمعیۃ علماء کشمیر کو مضبوط بنیادوں پر استوار کریں۔ اور آیندہ انتخابات میں جمعیۃ علماء کشمیر کے سٹیج سے حصہ لیں۔ تاکہ اسمبلی میں علماء کرام کی موجودگی سے دین سے کھل کھیلنے والے حضرات کی مساعی خبیثہ کا سد باب ہو سکے۔

اعلان جلسۂ دستار بندی

شیخ التفسیر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا عرض محمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و تبلیغی یادگار اور سر زمین بلوچستان کی ممتاز و معیاری درسگاہ مدرسہ عربیہ مطلع العلوم (رجسٹرڈ) بروری روڈ کوئٹہ کا جلسہ دستار بندی انشاء اللہ العزیز بتاریخ ۲۰، ۲۱، ۲۲ رجب ۱۳۹۴ھ مطابق ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ اگست ۱۹۷۴ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار منعقد ہوگا۔ جلسہ میں مندرجہ ذیل اکابر علماء شرکت کر کے اپنے ارشادات عالیہ اور مواعظ حسنہ سے حاضرین کو مستفید فرمائیں

(۱) حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی (۲) مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب (۳) جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور (۴) خطیب شہیر حضرت مولانا عبد الشکور صاحب دین پوری اور مقامی علماء کرام۔

اختتام جلسہ پر مدرسہ کے پچاس سے زائد فارغ التحصیل طلباء اور حفاظ قرآن کریم کی دستار بندی کی جائے گی اور طلباء میں سند فراغت تقسیم کی جائے گی۔

استدعا، مقامی طلباء کے علاوہ کوئی پونے دو سو کے قریب مسافر طلباء مدرسہ میں مقیم ہیں۔ جن کے جملہ خوردونوش اور ضروریات زندگی مدرسہ کے ذمہ ہیں۔ اس لئے اہل خیر حضرات سے استدعا ہے کہ رجب، شعبان اور رمضان کے مہینوں میں زکواۃ دیتے وقت مدرسہ کی مالی امداد فرمائیں

(عبد الواحد مدرسہ عربیہ مطلع العلوم بروری روڈ کوئٹہ)

کاروانِ جمعیۃ منزل بہ منزل

انتخابات پارٹی سسٹم کی بنیاد پر کرائے جائیں

(قاری نور الحق ایڈووکیٹ)

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے ناظم اور ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن ملتان کے جنرل سیکرٹری قاری نور الحق قریشی ایڈووکیٹ نے ایک بیان میں حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ آئندہ عام انتخابات پارٹی سسٹم کی بنیاد پر کرائے جائیں۔ قاری صاحب نے کہا۔ پارٹی سسٹم کی بنیاد پر انتخابات کے ذریعہ ملک کو صحیح قیادت میسر آئے گی اور دھاندلی، برادری سسٹم اور غنڈہ گردی جیسے رجحانات کا کافی حد تک خاتمہ ہو جائے گا۔

آپ نے کہا۔ انتخابات کے موجودہ طریق کار میں منتخب ہونے والی قیادت اکثریت کی نہیں بلکہ اقلیت کی نمایندہ ہوتی ہے۔ جیسا کہ پنجاب اور سندھ میں حکومت کرنے والی پیپلز پارٹی نے انتخابات میں ۳۷ فیصد ووٹ حاصل کئے تھے۔ اور دوسری پارٹیوں نے مجموعی طور پر ۶۳ فیصد ووٹ لئے تھے۔ لیکن اس کے باوجود پیپلز پارٹی اکثریتی پارٹی کہلاتی ہے۔ اس کے برعکس جماعتی طریق کار میں ہر جماعت کو پورے ملک میں حاصل ہونے والے ووٹوں کے تناسب سے اسمبلی میں سیٹیں دے دی جائیں گی اور ایک ووٹ بھی ضائع نہیں ہوگا۔ قاری صاحب نے اپوزیشن پارٹیوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اس تجویز پر سنجیدگی سے غور کر کے اسے عمل میں لانے کے لئے جد و جہد کریں۔

پریس پر پابندیاں ختم کی جائیں

سیالکوٹ کی جامع مساجد میں جمعہ کے اجتماعات میں مندرجہ ذیل قرار داد منظور کی گئی۔

یہ اجتماع برائے جمعۃ المبارک حکومت پنجاب سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اخبارات، پریس اور لاؤڈ اسپیکر وغیرہ پر تمام ناجائز پابندیوں کو فی الفور ختم کرے اور مسلمانان پاکستان کو تحریک ختم نبوت کے بارہ میں اپنا موقف صحیح طور پر واضح کرنے کا موقعہ دے۔ یہ اجتماع حکومت کے اس رویہ کو نہایت ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے کہ مسلمانوں کی تحریر و تقریر پر تو ہر قسم کی پابندی عاید کر دی گئی ہے۔ لیکن اس کے خلاف عقیدہ ختم نبوت کے خلاف لٹریچر چیف منسٹر پنجاب جناب حنیف رامے کے بھائی کے پریس "مکتبہ جدید" پر دھڑا دھڑ چھپ کر دستی اور بذریعہ ڈاک مسلمانوں کے پاس جا رہا ہے۔

حکومت سے ہمارا پر زور مطالبہ ہے کہ اس غلط اور پُر فریب پروپیگنڈا کو فوری روکا جائے۔ پریس، اخبارات تحریر و تقریر پر سے ہر قسم کی پابندی کو ختم کیا جائے اور گرفتار شدگان کو فی الفور رہا کیا جائے۔

ملکی سالمیت کے تحفظ کے لئے عوام کے مطالبات بلا تاخیر منظور کئے جائیں

بیرونی دشمن کا مقابلہ کرنے کیلئے ملی اتحاد اور داخلی استحکام ضروری ہے

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی تحریک کو کچلنے کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہوگی

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے جنرل سیکرٹری مولانا پیر سید نیاز احمد گیلانی نے ایک بیان میں ملک بھر میں علماء کرام، طلباء، سیاسی رہنماؤں اور کارکنوں کی گرفتاریوں۔ پریس پر پابندیوں، دفعہ ۱۴۴ کے اندھا دھند نفاذ اور اجتماعات پر عائد کی جانے والی پابندیوں کی شدید مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ ان پابندیوں سے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی تحریک کو دبایا نہیں جا سکتا

آپ نے کہا موجودہ تحریک کسی طبقہ یا گروہ کی نہیں بلکہ یہ پوری قوم کے متفقہ مطالبات کو منوانے کے لئے ہے اور اس میں ہر مکتبِ فکر موثر کردار ادا کر رہا ہے۔ یہ تحریک اس وقت تک جاری رہے گی۔ جب تک مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے مطالبات مکمل طور پر منظور نہیں کر لئے جاتے

آپ نے کہا کہ وزیر اعظم بھٹو بار بار پاکستان کی سرحدوں پر بھارت اور افغانستان کی افواج کے اجتماع کا ذکر کرتے ہیں۔ اگر واقعی یہ درست ہے تو انہیں تحفظ ختم نبوت کے مسئلہ کو زیادہ توجہ اور سنجیدگی کے ساتھ حل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ بیرونی دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے ملی اتحاد اور داخلی استحکام انتہائی ضروری ہوتا ہے۔ اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ وزیر اعظم قوم کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے عوام کے متفقہ مطالبات کو منظور کر کے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس کے تحفظ کے لئے اقدامات کریں۔

آپ نے کہا۔ جب حکومت کے ارکان اور ارکان اسمبلی سب کے سامنے مانتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہ ماننے والے مسلمان نہیں تو پھر منکرین ختم نبوت کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے میں آخر کونسا اشکال باقی رہ جاتا ہے

گیلانی صاحب نے عوام پر زور دیا ہے کہ وہ مطالبات کی مکمل منظوری تک جد و جہد جاری رکھیں اور اس سلسلہ میں ریڈیو، ٹی وی۔ سرکاری اخبارات اور سرکاری پیروں اور ملاؤں کے پروپیگنڈہ کو کوئی وقعت نہ دیں۔

پروگرام حضرت درخواستی مدظلہ

۳۰ر جولائی بروز منگل لاہور قیام بر مکان حاجی غلام دستگیر صاحب۔

۳۱ر جولائی بدھ گوجرانوالہ جلسہ تقسیم اسناد مدرسہ نصرۃ العلوم

۲ر اگست جمعہ ہری پور

۳ر اگست ہفتہ تا ۷ر اگست ایبٹ آباد درس سورۃ فاتحہ

۸ر اگست جمعرات روانگی برائے خانپور

مولانا خطیب الرحمن جامی کی گرفتاری

گوجرانوالہ کے معروف خطیب مولانا خطیب الرحمن جامی کو پولیس نے تحفظ امن عامہ کے قانون کے تحت گرفتار کر لیا ہے۔ قلعہ دیدار سنگھ کے ایک جلسہ عام میں تقریر کے باعث ان کی گرفتاری عمل میں لائی گئی ہے۔ حاجی صاحب کے علاوہ جلسہ کا اہتمام کرنے کے جرم میں جمعیۃ علماء اسلام قلعہ دیدار سنگھ کے امیر مولانا عبد الحکیم۔ جماعت اسلامی قلعہ کے امیر امان الحدیث اور جمعیۃ اشاعت التوحید کے رہنما مولانا حاجی عبد المالک کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے۔ تا دمِ تحریر ان رہنماؤں کی ضمانت نہیں ہو سکی۔ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے سیکرٹری مولانا زاہد الراشدی نے ان گرفتاریوں پر شدید احتجاج کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے، کہ ان رہنماؤں کو فی الفور رہا کیا جائے۔

گرفتاریوں کی مذمت

جمعیۃ علماء اسلام شہر قصور کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ، طالب علم راہنماؤں کی گرفتاری، علماء اور کارکنوں پر تشدد اور اخبارات و رسائل کے خلاف کارروائی کی مذمت کرتے ہوئے حکومت سے یہ اقدامات واپس لینے کا مطالبہ کیا گیا۔

پاکستان اور افغانستان کے درمیان کشیدگی میں ظفر اللہ خاں کا دخل ہے (قائد جمعیۃ)

وزیر اعظم بھٹو نے داخلی مسائل سے توجہ ہٹانے کیلئے افغان افواج کا شوشہ چھوڑا ہے

(مولانا محمد علی رضوی)

مجلس عمل کی ہدایت پر مسلمان وکلاء نے صمدانی ٹریبونل کا بائیکاٹ کر دیا ہے

(مولانا محمود احمد رضوی)

گوجرانوالہ۔ مجلس عمل کے تحت ضلع گوجرانوالہ کے علماء کرام، کارکنوں اور ماتحت مجالس عمل کے نمایندوں کا ایک کنونشن جامع مسجد شیرانوالہ باغ میں منعقد ہوا۔ پہلی نشست کی صدارت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خاں امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ اور دوسری نشست کی صدارت مولانا خالد حسن مجددی (جمعیۃ علماء پاکستان) نے کی۔ جناب ثناء اللہ بھٹہ جنرل سیکرٹری مجلس احرار اسلام پاکستان۔ مولانا زاہد الراشدی۔ مولانا رحمت اللہ نوری۔ مولانا محمد عبداللہ، مولانا عبدالرحمن، ڈاکیٹر شیخ محمد انور۔ مولانا احمد سعید اور دیگر رہنماؤں نے خطاب کیا۔

کنونشن میں ضلع گوجرانوالہ میں تحریک کی صورت حال پر غور وخوض کیا گیا۔ اور منظم مربوط طور پر تحریک کو آگے بڑھانے کے لئے مختلف فیصلے کئے گئے۔ ضلع جہلم مجلس عمل کے صدر مولانا حافظ عبدالغفور، ضلع شیخوپورہ مجلس عمل کے صدر مولانا غلام رسول، ضلع سیالکوٹ مجلس عمل کے جنرل سیکرٹری حکیم محمود احمد ظفر اور ضلع گجرات مجلس عمل کے رہنما چوہدری خلیل احمد نے بھی اپنے رفقاء سمیت کنونشن میں شرکت کی۔ کنونشن میں مرکزی مجلس عمل کے فیصلوں اور مطالبات کی مکمل تائید کرتے ہوئے یقین دلایا گیا کہ قائدین کے احکام کی تعمیل میں کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔

ایک قرارداد میں مساجد کی حدود میں اجتماعات، اور لاؤڈ اسپیکر پر عائد شدہ پابندیوں کو مداخلت فی الدین قرار دیتے ہوئے اعلان کیا گیا کہ آیندہ ان پابندیوں کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

اسی روز نماز عشاء کے بعد جامع مسجد نور مدرسہ نصرۃ العلوم میں ایک عظیم الشان جلسہ عام مولانا خالد حسن مجددی کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں قائد اسلامی انقلاب حضرت مولانا مفتی محمود صاحب علامہ سید محمود احمد رضوی۔ مولانا محمد علی رضوی ایم این اے، علامہ احسان الٰہی ظہیر، مولانا منظور احمد شاہ کہروڑی، طالب علم رہنما نوید انور نوید اور الحاج سید امین گیلانی نے عوام سے خطاب فرمایا۔

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمود نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اگر حکومت نے تحفظ ناموس رسالت کے مسئلہ کو سرد خانے میں ڈالنے اور عوام کو ٹرخانے کی کوشش کی تو ہم اسمبلی سے باہر آجائیں گے۔ آپ نے کہا کہ اس عوامی مطالبہ کے بارے میں حکومت کا رویہ جانبدارانہ ہے۔ اور ہم اس صورت حال کو زیادہ دیر تک برداشت نہیں کر سکیں گے۔ آپ نے کہا کہ افغانستان کے ساتھ پاکستان کے تعلقات میں کشیدگی کا بنیادی محرک یہ ہے کہ پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ ظفر اللہ خاں نے اپنے دور وزارت میں نہ صرف یہ کہ افغانستان کا دورہ نہیں کیا بلکہ دو مسلم پڑوسی ممالک کے مابین کشیدگی پیدا کرنے کی سازش کی۔

مولانا محمد علی رضوی ایم این اے نے کہا کہ بھٹو صاحب نے عوامی مسئلہ سے لوگوں کی توجہ ہٹانے کے لئے افغانستان کی افواج کے اجتماع کا شوشہ چھوڑا ہے۔ آپ نے کہا۔ اگر افغانستان نے پاکستان کے خلاف کارروائی کرنا ہوتی تو ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء میں اس کے لئے بہتر مواقع تھے۔

علامہ سید محمود احمد رضوی نے اعلان کیا کہ مجلس عمل کی ہدایت پر مسلمان وکلاء نے صمدانی ٹریبونل کے واضح جانبدارانہ رویہ کے پیش نظر ٹریبونل کا بائیکاٹ کر دیا ہے۔ آپ نے کہا کہ ہمیں اس ٹریبونل پر قطعاً اعتماد نہیں ہے۔

علماء کی گرفتاریوں پر احتجاج

حال ہی میں تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں پنجاب جمعیۃ کے ممتاز رہنما مولانا محمد لقمان، ضلع ساہیوال جمعیۃ کے جنرل سیکرٹری مولانا سید امیر حسین شاہ صاحب بکیر الہ کے مولانا عبدالکریم اور دیگر متعدد علماء اور کارکنوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ مجلس عمل پنجاب کے صدر مولانا عبید اللہ انور نے ان گرفتاریوں پر احتجاج کرتے ہوئے حکومت سے تمام علماء اور کارکنوں کی رہائی کا مطالبہ کیا ہے۔

آہ! مولانا محمد ادریس کاندھلوی

ملک کی مشہور دینی درسگاہ جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث اور مادر علمی دارالعلوم دیوبند کے سابق مدرس حضرت مولانا الحاج محمد ادریس کاندھلوی ۲۸ جولائی ۱۹۷۴ء بروز اتوار صبح ۵ بجے انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ایک عظیم مدرس، یگانہ روزگار خطیب، قابل صد فخر محدث ومفسر نیز ایک مایہ ناز مصنف تھے۔

زندگی کا ایک بہت بڑا حصہ مادر علمی دارالعلوم دیوبند میں گذارا، اور آج کل ایک عرصہ سے جامعہ اشرفیہ میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز تھے۔ ملک کے گوشہ گوشہ میں ان کے روحانی فرزند پھیلے ہوئے ہیں۔ اور ان کی علمی تصانیف بڑے شوق اور ذوق سے پڑھی جاتی ہیں۔ تصانیف میں حدیث کی مشہور کتاب مشکوٰۃ کی ضخیم شرح آپ کا علمی شاہکار ہے جبکہ اس کے علاوہ ختم نبوت، حیات مسیح وغیرہ اہم مباحث پر آپ کی گرانقدر تصانیف علمی دنیا کا عظیم سرمایہ ہے۔ آپ حضرت العلام السید محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ کے منتخب شاگردوں میں سے ایک تھے جبکہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت حاصل تھی اور قومی وملکی مسائل میں حضرت حکیم الامت کا ہی نقطہ نظر رکھتے تھے۔ ادھر کچھ دنوں سے آپ کی صحت بتدریج کمزور ہوتی جا رہی تھی اور بڑھاپے، بیماری اور دماغی محنت نے آپ کو تھکا دیا تھا۔ حتیٰ کہ وہ وقت موعود آگیا۔ جس سے کسی صورت مفر نہیں۔

آپ کی وفات پر لاہور اور بیرون لاہور ہر جگہ غم وافسوس کا اظہار کیا۔ اور لوگ مختلف مقامات سے جنازہ میں شرکت کے لئے آئے۔

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی اور صوبائی رہنماؤں حضرت درخواستی، مفتی محمود۔ مولانا انور۔ سید نیاز احمد گیلانی نے آپ کی وفات پر اپنے گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے اور دعا کی ہے کہ اللہ رب العزت آپ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ نیز ان حضرات نے سوگوار خاندان سے تعزیت کی۔

نماز جنازہ ان کے بڑے صاحبزادے مولانا محمد مالک صدیقی نے پڑھائی اور اس کے بعد ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں انہیں سپرد خاک کر دیا گیا۔ (ادارہ)

سالانہ جلسہ ملتوی

دارالعلوم عربیہ نعمانیہ صالحیہ (رجسٹرڈ) ڈیرہ اسماعیل خاں کا سالانہ جلسہ جو ۲۰۔ رجب المرجب بمطابق ۹ر اگست کو ہونا تھا، گرمی کی شدت کی وجہ سے دارالعلوم کی مجلس شوریٰ نے ملتوی کر دیا ہے۔ نئی تاریخوں کا عنقریب اعلان کر دیا جائے گا المعلن :- مولانا عبدالکریم تیانی ناظم دارالعلوم نعمانیہ ڈیرہ



اپنا مال، جان اور وقت ناموسِ رسالت پر قربان کر دو (محمد اسلوب قریشی)

ہم رہائی کے بعد بھی اپنی تحریک حصول مقصد تک جاری رکھیں گے

طفیل ہاشمی اور عبدالمتین چودھری کا ہائیکورٹ میں بیان

عزیز طلباء کرام

حالات کے اس موڑ پر جب کہ آواز پر تعزیریں۔ اور پریس پر پہرے لگائے ہوئے ہیں۔ اور ناموس رسالتؐ کے لیے اعلاء کلمۃ الحق کہنا جوئے شیر کے مترادف ہو رہا ہے جمعیت طلباء اسلام نے ملک کے کونہ کونہ اور گوشہ گوشہ میں اس فرض کو پورا کرنے کے لیے جلسہ ہائے عام کے پروگرام تشکیل دیئے اور خصوصاً پنجاب کے تمام اضلاع میں جمعیت کے کارکنوں نے عوام سے رابطہ قائم کیا اور ان کو حالات اور وقت کی نزاکت کا احساس دلاتے ہوئے ان کے فرض کی نشاندہی کی بحمد اللہ تعالیٰ عوام نے طلباء کے جذبات و احساسات کا پرجوش خیر مقدم کرتے ہوئے لبیک کہا۔ اس راہ پرخار میں طلباء کو جن مشکلات سے دوچار ہونا پڑا۔ اس کے الفاظ متحمل نہیں ہو سکتے بلکہ تصور ہی کر لیا جائے تو بہتر ہو گا۔ لیکن حالات کی چیرہ دستیوں اور واقعات کی تیرہ بختیوں کے باوجود جمعیت طلباء اسلام کے قائدین یہی کہتے رہے

لکھ دیں گے خونِ دل سے بالفاظِ احمریں
بعد از رسولِ ہاشمیؐ کوئی نبی نہیں۔

کراچی اور لاہور جیسے عظیم شہروں میں تو کچھ ہوا سو ہوا لیکن دوسرے اضلاع اور قصبات میں جمعیت کے کارکنوں کے ساتھ جو سلوک ہوا اس کی ایک ادنیٰ سی جھلک پیش کرنے کی جسارت کرتے ہیں۔ اوکاڑہ میں جمعیت طلباء کے کارکن قادیانیوں کی دکانوں پر باقاعدہ پہرہ دیتے تھے اور مسلمانوں کو آگاہ کرتے تھے تاکہ وہ ان سے سودا نہ خریدیں۔ مقامی مجلس عمل کا تعاون ان کو حاصل تھا۔ لیکن ۲۷ جولائی کو مقامی پولیس نے تمام کارکنوں کو گرفتار کر لیا اور ختم نبوت کے بینرز پھاڑ دیئے۔ اس پر پورے شہر میں ہڑتال ہو گئی۔ دوسرے دن فیڈرل سیکیورٹی فورس نے جبر سے زبردستی دکانیں کھلوانا چاہیں۔ لیکن کارکن اس کے آڑے آئے۔ جس پر فیڈرل سیکیورٹی فورس نے کارکنوں پر اندھا دھند فائرنگ کی جس کے نتیجہ میں چار کارکن موقع پر شدید زخمی ہو گئے اس کے ردعمل کے طور پر پورے اوکاڑہ ضلع ساہیوال میں عام ہڑتال ہوئی ۲۶ جولائی کو جمعیۃ طلباء اسلام نے کبیر والا میں ایک جلسہ عام کا اہتمام کیا۔ لیکن جلسہ کے دوران تمام مقامی پولیس کے ہمراہ، ایس ایچ او ابراہیم خالد نے مسجد کا محاصرہ کر لیا اور مقررین کو گرفتار کرنے کی کوشش کی لیکن مقامی کارکنوں نے اپنے قائدین جناب محمد اسلوب قریشی جناب حافظ محمد طاہر ضیاء الرحمٰن فاروقی کو کمال طریق سے باہر نکال دیا۔ بعد میں وہ خانیوال پہنچ گئے۔ لیکن ایس ایچ او، مسجد کے اندر گھس آیا اور صدر جلسہ کے علاوہ مسجد کا سپیکر اور متعدد نمازیوں اور کارکنوں کو گرفتار کر کے لے گیا اور وہاں کے اے سی حمید اللہ کی موجودگی میں کارکنوں کو ننگا کر کے پیٹا گیا۔ لیکن وہ نہیں جانتا کہ

یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

عشاء کے بعد خانیوال جب جلسہ عام شروع ہوا۔ تو مسجد کو چاروں طرف سے سیکیورٹی فورس اور مقامی پولیس نے گھیرے میں لے لیا۔ جناب محمد اسلوب قریشی عبدالمتین چوہدری اور حافظ محمد طاہر کو تو کارکنوں نے کمال ہشیاری سے بچا لیا۔ لیکن جمعیت طلباء کے شعلہ بیان مقرر جناب عبدالرؤف ربانی کو پولیس نے حراست میں ـــ جس کے نتیجہ میں اگلے روز شہر میں مکمل ہڑتال ہوئی اور وہاں دس آدمیوں کو جناب اکرام آزادی سمیت گرفتار کر لیا۔ لیکن شام کو رہا کر دیا گیا۔ تازہ ترین اطلاع کے مطابق ربانی صاحب کو ضمانت پر رہا کر دیا گیا ہے۔ حضرات طلباء کرام آپ نے اندازہ ـــ یا ہو گا۔ کہ جمعیت طلباء اسلام کن حالات میں اپنی جان ہتھیلی پر رکھے ہوئے باطل قوتوں سے نبرد آزما ہے۔ آیئے۔ ابھی ہم آپ کو اسیران ختم نبوت سے ملواتے ہیں۔

اسیرانِ ختم نبوت

(۱) جناب محمد اسلوب قریشی، طفیل ہاشمی، انیس الحسن زیدی قاضی محمد اشرف لاہور۔ ساہیوال عبدالمتین چوہدری (اوکاڑہ) محمد نذیر فاروقی (مردان) اور ان کے دس ساتھی (ملتان) احمد خان قریشی، محمد طارق محمد احمد (رحیم یار خان) نور الحق باری اور ان کے ساتھی (کہروڑ پکا) عبدالرؤف ربانی (چنیوٹ) ملک خلیل احمد اور ان کے ساتھی (سرگودھا) شیخ محمد طارق اور عبدالسلام ان کے ساتھی (گلگت) عبدالرشید ترابی حافظ نور محمد (راولپنڈی) عبید اللہ (جھنگ) محمد اقبال خان شیروانی)

کراچی

محمد جمیل خان، عطاء اللہ شہبانہ، مفتاح اللہ، محمد انور عتیق احمد، محمد علی، محمد یوسف محمد صدیق محمد آفتاب، محمد اسحاق عبدالحکیم اور محمد حسین صاحب ان حضرات کے علاوہ کئی دوستوں کے وارنٹ گردش کر رہے ہیں۔ لیکن پولیس ان کو گرفتار کرنے میں ناکام رہی۔ اور نہ جانے تادم تحریر اور کتنے دوست زینت زندان بنا دیئے گئے ہوں۔ محمد فاروق قریشی ناظم نشریات جمعیت طلباء اسلام پاکستان

تمام شاخیں متوجہ ہوں

اطلاعات کے مطابق بعض شاخوں نے مرکز کے علاوہ اشتہارات اور دوسرا لٹریچر چھپوانے کی زحمت فرمائی ہے ان کی خدمت میں اتنا عرض کرنا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ آئین اور دستور کے مطابق ان کا یہ فعل لائق تحسین نہیں کیونکہ اس طرح جماعت میں افتراق کو راہ ملتی ہے۔ بہتر صورت یہ ہے کہ اول تو کسی بھی مقامی تنظیم کو کوئی اشتہار اور لٹریچر وغیرہ چھپوانے کی ضرورت نہیں لیکن بعض اوقات موقع اور جگہ کی مناسبت سے کچھ اشتہارات اور پمفلٹ وغیرہ کی اشاعت ناگزیر ہو جاتی ہے تو اس کے لیے مرکزی جماعت کو آگاہ کرنا ہو گا۔ اگر کسی چیز کی اشاعت جماعتی مفاد کی خاطر ہوئی تو اس کی اشاعت کا اہتمام مرکز خود کرے گا۔ خرچہ حسب ضرورت مقامی جماعت پر واجب الادا ہو گا۔ بصورت دیگر اشاعت ضروری نہیں سمجھی جائے گی۔ تمام اراکین کسی اہم مسئلہ پر مرکز کی توجہ منعطف کرا سکتے ہیں۔ لیکن یہ بالکل صحیح نہیں کہ وہ اپنی رائے کو خود ہی عملی جامہ پہنانے لگیں۔ اس طرح بچت کے علاوہ تنظیم اور نظم و ضبط برقرار رہتا ہے۔ انہی حالات کے پیش نظر تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں چونکہ ملک بھر میں جلسہ ہائے عام منعقد ہو رہے ہیں۔ اس لیے مرکزی سطح پر بہت خوبصورت اشتہارات چھپوانے کا انتظام کیا گیا ہے۔ اشتہارات پر وقت جگہ۔ مقام اور مقررین کے لیے جگہ چھوڑ دی گئی ہے۔ تاکہ اشتہارات ہر علاقے اور وقت کے معیار پر پورے اتر سکیں۔ لہٰذا تمام شاخیں جلسوں کے لیے اشتہار انفرادی حیثیت سے شائع کرانے کی بجائے اپنی ضرورت سے مرکز کو آگاہ کریں۔ اور ۲۰ روپے فی سینکڑہ کے حساب سے رقم کا پیشگی آنا ضروری ہو گا۔ امید ہے کہ آپ ان معروضات کو لائق توجہ سمجھیں گے۔

آپ کا بھائی
محمد فاروق قریشی۔
(ناظم نشریات)